فیضِ سُبحانی
شرح اردو
حُسامی
تالیف
حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی
اُستاذِ حدیث وتفسیر دار العلوم، دیوبند
المیزان

فیضِ سُبحانی

شرح اُردُو

حُسامی

جلد اوّل

تالیف

حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی

اُستاذِ حدیث وتفسیر دارالعلوم دیوبند

المیزان ناشران وتاجرانِ کُتب

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور پاکستان

المیزان

عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ

باہتمام: محمد ادریس اعوان

سلسلہ مطبوعات - ۴۰

سن اشاعت ۲۰۰۴ء
محمد شاہد عادل نے
جاوید پرنٹرز سے چھپوا کر
المیزان اُردو بازار لاہور سے شائع کی۔

کوئی حدیث مقبول نہ ہوگی۔

وَاِذَا ثَبَتَ اَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ حُجَّةٌ قُلْنَا اِنْ كَانَ الرَّاوِيُّ مَعْرُوفًا بِالْفِقْهِ وَالتَّقَدُّمِ فِي الْاِجْتِهَادِ كَالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ وَالْعَبَادِلَةِ الثَّلٰثَةِ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَاَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ وَعَائِشَةَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَغَيْرِهِمْ مِمَّنْ اِشْتَهَرَ بِالْفِقْهِ وَالنَّظْرِ كَانَ حَدِيْثُهُمْ حُجَّةً يُتْرَكُ بِهِ الْقِيَاسُ

ترجمہ:۔ اور جب ثابت ہوگیا کہ خبر واحد حجت ہے تو ہم نے کہا اگر راوی فقہ کے ساتھ مشہور ہو اور اجتہاد کی وجہ سے اسکو تقدم حاصل ہو جیسے خلفاء راشدین، تین عبداللہ، زید بن ثابت، معاذ بن جبل، ابو موسیٰ اشعری اور عائشہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے علاوہ ان حضرات میں سے جو فقہ اور نظر کے ساتھ مشہور ہو گئے تو ان کی حدیث حجت ہوگی۔ اس کی وجہ سے قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔

تشریح:۔ جب مصنف رحمہ قلتِ رواۃ اور کثرت رواۃ، اتصال سند اور انفصال سند کے اعتبار سے حدیث کی تقسیم سے فارغ ہو چکے تو اب راوی کے حال کے اعتبار سے تقسیم کرنا چاہتے ہیں کہ راوی معروف ہے یا مجہول اگر معروف ہے تو معروف بالفقہ ہے یا معروف بالعدالت ہے۔ اور اگر مجہول ہے تو اس کی پانچ قسمیں ہیں جن کا بیان آگے آرہا ہے۔ بہر حال اگر راوی یعنی صحابی فقہ میں مشہور ہو اور اجتہاد کی وجہ سے اس کو دوسرے حضرات صحابہ پر تقدم حاصل ہو اور ان کے علاوہ جو فقہ اور نظر و فکر میں مشہور ہو گئے ہوں جیسے ابی بن کعب اور ابو الدرداء، تو قیاس کے مخالف ہونے کی صورت میں اسکی خبر واحد حجت ہوگی اور قیاس متروک ہو گا۔ حضرت امام مالک رحمہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں خبر واحد پر قیاس مقدم ہوگا یعنی قیاس پر عمل کیا جائے گا اور اس کے مخالف خبر واحد متروک ہوگی جیسا کہ ابو داؤد اور ترمذی میں ابو ہریرہ رضہ سے حدیث مرفوع مروی ہے "من غسل المیت فلیغتسل ومن حملہ فلیتوضأ۔ اگر کسی نے میت کو غسل دیا تو وہ خود بھی غسل کرے اور جس نے میت کو اٹھایا وہ وضو کرے۔ اس خبر واحد سے ثابت ہوتا ہے کہ میت کو غسل دینے کی وجہ سے غسل دینے والے پر غسل واجب ہوجاتا ہے اور جنازہ اٹھانے کی وجہ سے اٹھانے والے پر وضو واجب ہوجاتا ہے حالانکہ قیاس اس کے خلاف ہے اور اس مسئلہ میں سب کے نزدیک قیاس پر عمل ہے اور حدیث ابو ہریرہ متروک ہے۔ ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے قیاس پر اس خبر واحد کو ترجیح دی ہے، جس کا راوی معروف بالفقہ ہو اور اجتہاد کی وجہ سے اسکو دوسروں پر تقدم حاصل ہو اور رہے ابو ہریرہ تو ان کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے لہٰذا ان کی روایت کردہ خبر واحد کو قیاس پر تقدم حاصل نہ ہوگا بلکہ ہمارے نزدیک بھی قیاس کے مقابلہ میں اس طرح کی خبر واحد کو ترک کر دیا جائے گا اور قیاس پر عمل ہوگا۔ حضرت امام مالکؒ اپنے مذہب کے اثبات میں یہ دلیل دیتے ہیں کہ خبر واحد میں شبہات زیادہ ہیں کیونکہ خبر واحد میں یہ بھی احتمال

ہے کہ راوی کو سہو ہو گیا ہو یہ بھی احتمال ہے کہ اس نے غلطی کی ہو یا کاذب ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ سرے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہی نہ ہو۔ اور قیاس میں صرف ایک شبہ ہے اور وہ یہ ہے کہ قیاس کرنے والے نے قیاس میں خطاء کی ہو اور جس چیز میں ایک شبہ ہو وہ اس سے بہتر ہے جس میں بہت سے شبہات ہوں لہٰذا قیاس پر عمل کرنا اولیٰ ہوگا۔ ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ خبر واحد اپنی اصل کے اعتبار سے یقینی ہے یعنی یہ بات تو یقینی ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے اور شبہ اس کے طریق وصول میں ہے یعنی ہمارے تک پہنچنے کا جو طریقہ ہے اس میں شبہ ہے اور رہا قیاس تو اس کی اصل ہی میں شبہ ہے اسطور پر کہ نص کے اوصاف میں سے جس وصف کو قیاس کی علت اور حکم کے اندر مؤثر بنایا ہے اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ وہ حکم کی علت ہو اور اس میں مؤثر ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ علت نہ ہو اور حکم میں مؤثر نہ ہو اسی طرح اوصافِ نص میں سے ہر ہر وصف میں یہ احتمال موجود ہوگا۔ بہرحال خبر واحد اپنی اصل کے اعتبار سے یقینی ہے اور قیاس اپنی اصل کے اعتبار سے محتمل اور مشتبہ ہے اور جو چیز اپنی اصل کے اعتبار سے یقینی ہو اور طریق وصول میں مشتبہ ہو وہ اس سے اقویٰ ہے جو اصل کے اعتبار سے مشتبہ ہو اور جب ایسا ہے تو قیاس خبر واحد کے معارض نہ ہوگا یعنی خبر واحد کے مقابلہ میں قیاس متروک ہوگا۔

صاحب حسامی کہتے ہیں کہ جو حضرات صحابہ فقہ میں معروف ہیں اور اجتہاد کی وجہ سے ان کو دوسرے حضرات پر تقدم حاصل ہے ان میں سے صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، علی، زید بن ثابت، معاذ بن جبل، ابوموسیٰ اشعری اور عائشہ اور عبادلہ ثلثہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ فقہاء کے نزدیک عبادلہ ثلثہ سے عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر مراد ہوتے ہیں اور محدثین کے نزدیک عبداللہ بن مسعود کی جگہ عبداللہ بن زبیر ہیں اور قاموس میں مذکور ہے کہ عبادلہ سے مراد عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر (بدون الواو) اور عبداللہ بن عمرو بن العاص (مع الواو) ہیں اور علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ عبادلہ چار ہیں عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

وَإِنْ كَانَ الرَّاوِيْ مَعْرُوْفًا بِالْعَدَالَةِ وَالْحِفْظِ وَالضَّبْطِ دُوْنَ الْفِقْهِ مِثْلُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رض فَإِنْ وَافَقَ حَدِيْثُهُ الْقِيَاسَ عُمِلَ بِهِ وَإِنْ خَالَفَهُ لَمْ يُتْرَكْ إِلَّا لِلضَّرُوْرَةِ وَانْسِدَادِ بَابِ الرَّأْيِ وَذٰلِكَ مِثْلُ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فِي الْمُصَرَّاةِ

ترجمہ:- اور اگر راوی عدالت، حفظ اور ضبط کے ساتھ معروف ہو نہ کہ فقہ کے ساتھ جیسے ابوہریرہ رض اور انس بن مالک رض۔ پس اگر اس راوی کی حدیث قیاس کے موافق ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا، اور اگر قیاس کے مخالف ہو تو اس راوی کی حدیث کو ترک نہیں کیا جائیگا مگر ضرورت اور رائے اور قیاس کے دروازے کے بند ہونے کی وجہ سے اور یہ جیسے مصراۃ کے سلسلے میں حدیث ابوہریرہ ہے۔

تشریح: مصنف رح کہتے ہیں کہ اگر راوی عدالت، حفظ اور ضبط میں معروف و مشہور ہو لیکن فقہ میں مشہور نہ ہو جیسے حضرت ابوہریرہ رض اور حضرت انس رض۔ تو اگر اس طرح کے راوی کی حدیث قیاس کے موافق ہو تو اس حدیث پر عمل کیا جائے گا اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب حدیث پر عمل ہوگا تو قیاس پر بھی عمل ہوگا اور اگر اس طرح کے راوی کی حدیث قیاس کے مخالف ہوئی تو اس غیر فقیہ راوی کی حدیث کو ضرورت کی وجہ سے ترک کر دیا جائے گا اور قیاس پر عمل کیا جائیگا عبارت میں انسداد باب الرائی، ضرورت کا عطف تفسیری ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر مخالفِ قیاس کے باوجود غیر فقیہ کی حدیث پر عمل کیا گیا تو قیاس کا دروازہ من کل وجہ بند ہو جائے گا حالانکہ باری تعالیٰ نے فاعتبروا یا اولی الابصار کے ذریعہ قیاس کا امر فرمایا ہے۔ اور راوی غیر فقیہ ہے اور حدیث بالعموم بالمعنی نقل کی جاتی ہے نہ کہ باللفظ بس اس بات کا توی امکان ہے کہ اس غیر فقیہ راوی نے اس حدیث کو نقل کرنے میں غلطی کی ہو اور اس نے آنحضورم کی مراد ہی کو نہ سمجھا ہو اور جب ایسا ہے تو اس کے قول پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے اور اس کے قول کی وجہ سے قیاس کو کیسے ترک کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال اس ضرورت کے پیش نظر ہم غیر فقیہ کی حدیث کو ترک کر دیتے ہیں اور قیاس پر عمل کرتے ہیں یہ خیال رہے کہ اگر قیاس کے مقابلہ میں غیر فقیہ کی حدیث کو اسوقت ترک کیا جائیگا جبکہ حدیث پر عمل کرنے سے مذکورہ ضرورت فوت ہو جاتی ہو یعنی قیاس کا دروازہ بالکلیہ بند ہو جاتا ہو لیکن اگر حدیث پر عمل کرنے سے ضرورت فوت نہ ہوتی ہو یعنی قیاس کا دروازہ بالکلیہ بند نہ ہوتا ہو تو اس صورت میں حدیث ہی پر عمل ہوگا اور یہ حدیث جس قیاس کے مخالف ہے وہ قیاس متروک ہوگا مثلاً غیر فقیہ کی حدیث ایک قیاس کے مخالف ہو اور دوسرے قیاس کے موافق ہو تو اس حدیث کو ترک نہیں کیا جائے گا۔ غیر فقیہ کی حدیث کو صرف اس صورت میں ترک کیا جائے گا جب وہ حدیث تمام قیاسات کے مخالف ہو اور یہاں انسداد باب الرائی سے یہی صورت مراد ہے غیر فقیہ کی حدیث جو تمام قیاسات کے مخالف ہے اس کی مثال وہ حدیث ابوہریرہ ہے جو مصرّات کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہے الفاظ حدیث یہ ہیں:-

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم قال لا تصرّوا الابلَ والغنمَ فمن ابتاعہا بعد ذٰلک فہو بخیر النظرین بعد ان یحلبہا ان رضیہا امسکہا وان سخطہا ردّہا وصاعا من تمر۔ (رواہ مسلم، ابوداؤد)

تصریہ کہتے ہیں جانور کے تھن میں دودھ جمع کرنا۔ جو لوگ جانوروں کی خرید و فروخت کرتے ہیں وہ اپنے مشتری کو دھوکہ دینے کے لئے اور زیادہ دودھ والا جانور باور کرانے کے لئے یہ کرتے ہیں کہ بازار لے جانے سے ایک دو روز پہلے سے اس جانور کا دودھ نہیں نکالتے بلکہ اس کے تھنوں کو باندھ دیتے ہیں تاکہ مشتری جب نمونے کا دودھ نکال کر دیکھے تو وہ جانور زیادہ دودھ دے اور اس کی زیادہ سے زیادہ قیمت لگانے پر مجبور ہو لیکن دو چار روز بعد وہ جانور اپنی اصل حالت پر آجائے گا اور اس مقدار میں دودھ نہ دے گا جس مقدار میں پہلے روز دیا تھا۔ اب حدیث کا ترجمہ یہ ہوگا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی اور بکری کے تھنوں میں دودھ جمع نہ کرو۔ جس نے تصریہ کے بعد خریدا تو اس کو دوہنے کے بعد مشتری کو اختیار ہوگا اگر پسند آجائے تو جانور کو اپنے پاس روک لے اور اگر پسند نہ آئے تو اس جانور کو واپس کر دے اور (نکالے ہوئے دودھ کے بدلے میں) ایک صاع تمر دیدے۔ یہ حدیث من کل وجہ قیاس کے

مخالف ہے کیونکہ نقصانات اور بیوع میں قیاس یہ ہے کہ وہ ذوات الامثال میں مثل کے ساتھ مقدر ہوتا ہے اور ذوات القیم میں قیمت واجب ہوتی ہے پس اگر دودھ ذوات الامثال میں سے ہے تو مشتری پر اس دودھ کا ضمان جو اس نے نکال کر استعمال کر لیا ہے اس کے مثل دودھ کے ساتھ واجب ہونا چاہئے یعنی اتنا ہی اور اسی جیسا دودھ واجب ہونا چاہئے اور اگر دودھ ذوات القیم میں سے ہے تو اس دودھ کی بازار کے مطابق قیمت واجب ہونی چاہئے۔ اور یہاں حدیث میں ان دونوں میں سے کسی کو واجب نہیں کیا گیا بلکہ تمر کا ایک صاع واجب کیا گیا ہے جو بیان کردہ قیاس کے بالکل مخالف ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ حدیث میں ایک صاع تمر قیمت ہی کے طور پر واجب ہوا ہے تو ہم یہ کہیں گے کہ نکالے ہوئے دودھ کے کم ہونے کی صورت میں تمر کم واجب ہونے چاہئیں اور زیادہ ہونے کی صورت میں زیادہ واجب ہونے چاہئیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ دودھ کم ہو یا زیادہ تمر ایک ہی صاع واجب ہونگے کیونکہ قیمت، تلف شدہ چیز کے کم، زیادہ ہونے سے کم، زیادہ ہوتی رہتی ہے حالانکہ حدیث میں صرف ایک صاع تمر واجب کیا گیا ہے دودھ کم ہو یا زیادہ ہو۔ بہر حال یہ حدیث من کل وجہ قیاس کے مخالف ہے اور قیاس کے مخالف ہونے کی وجہ سے اس حدیث پر عمل نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ حدیث متروک ہوگی۔ اور جب یہ حدیث متروک ہے تو تصریہ کی وجہ سے مشتری کے لئے خریدکردہ جانور کا واپس کرنا جائز نہ ہوگا۔ اسلئے کہ بیع سلامت مبیع کا تقاضا کرتی ہے اور دودھ کے کم ہونے کی وجہ سے وصف سلامت فوت نہیں ہوتا کیونکہ دودھ مبیع نہیں ہے بلکہ مبیع کا ثمرہ ہے اور وصف سلامت، ثمرہ کے معدوم ہونے سے معدوم نہیں ہوتا لہٰذا ثمرہ کے کم ہونے سے وصفِ سلامت بدرجۂ اولیٰ معدوم نہیں ہوگا اور جب مبیع کا وصفِ سلامت معدوم نہیں ہوا تو مشتری کو مبیع واپس کرنے اور بیع کو ختم کرنے کا کوئی اختیار نہ ہوگا کیونکہ مبیع واپس کرنے کا اختیار صرف اسی صورت میں ہوتا ہے جب مبیع کے اندر عیب ہو اور وصف سلامت معدوم ہو یہ تو امام ابوحنیفہ رہ کا مذہب ہے لیکن امام شافعیؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ تصریہ عیب ہے لہٰذا ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس عیب کی وجہ سے مشتری کو خیار عیب حاصل ہوگا یعنی جی چاہے مبیع کو واپس کردے اور تاوان میں ایک صاع تمر دیدے اور جی چاہے تو مبیع کو پورے ثمن کے عوض روک لے۔ ہم نے امام ابوحنیفہ رہ کے حوالے سے جو مذہب بیان کیا ہے یعنی غیر فقیہ کی حدیث اگر قیاس کے مخالف ہو تو حدیث متروک ہوگی اور قیاس پر عمل ہوگا یہ ہی مذہب ہمارے علمائے احناف میں سے عیسیٰ بن ابانؒ کا ہے اور اسی کو متاخرین میں سے قاضی امام ابوزید وغیرہ بہت سے لوگوں نے اختیار کیا ہے لیکن علمائے احناف میں سے امام کرخی رہ اور ان کے متبعین نے تقدم حدیثِ واحد علی القیاس کے لئے فقہ راوی کی شرط نہیں لگائی ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہر عادل، ضابط کی خبر قیاس پر مقدم ہوگی راوی فقیہ ہو یا غیر فقیہ ہو بشرطیکہ وہ خبر واحد کتاب اللہ اور سنت مشہورہ کے مخالف نہ ہو۔ امام کرخی رہ اور ان کے متبعین نے عیسیٰ بن ابان پر رد کرتے ہوئے فرمایا کہ خبر واحد کو قیاس پر مقدم کرنے کے لئے فقیہ راوی کی شرط لگانا ہمارے بزرگوں سے منقول نہیں ہے ان سے تو صرف اتنا منقول ہے کہ خبر واحد قیاس پر مقدم ہوگی فقیہ اور غیر فقیہ کی کوئی تفصیل منقول نہیں ہے یہ عیسیٰ بن ابان کا خود اپنا اضافہ ہے۔ امام کرخی رہ نے مزید رد کرتے ہوئے فرمایا کہ علمائے احناف نے ابوہریرہؓ کی خبر پر عمل کیا ہے۔ ابوہریرہؓ نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب روزہ دار بھول کر کھالے یا پی لے تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوتا علمائے احناف بھی اسی کے قائل ہیں حالانکہ یہ خبر قیاس کے مخالف ہے حتیٰ کہ خود امام ابوحنیفہ رہ نے کہا ہے کہ اگر حدیث نہ ہوتی تو میں اس مسئلے میں قیاس پر عمل کرتا اور فساد صوم کا قائل

ہوتا لیکن حدیث ابوہریرہ رضؓ کی وجہ سے میں نے اس قیاس کو ترک کر دیا ہے۔ ملاحظہ فرمایا جائے کہ خود امام صاحب رحؒ نے قیاس کے مقابلہ میں ابوہریرہؓ کی حدیث پر عمل کیا ہے اور ابوہریرہؓ بقول آپ کے غیر فقیہ ہیں گویا غیر فقیہ کی حدیث کو قیاس پر مقدم کیا گیا ہے۔ امام کرخی رحؒ نے اور بڑھ کر کہا کہ ابوہریرہ رضؓ کو غیر فقیہ کہنا ہی غلط ہے بلکہ وہ فقہائے صحابہ میں سے ہیں کیونکہ ابوہریرہ رضؓ عہد صحابہ میں مفتی تھے اور اس زمانہ کا مفتی فقیہ اور مجتہد ہوتا تھا۔ الغرض ابوہریرہ رضؓ فقیہ ہیں ان کے فقیہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اور رہا حدیثِ مصرات پر ہمارے علماء کا عمل کو ترک کرنا تو یہ اسلئے نہیں کہ ابوہریرہ غیر فقیہ ہیں اور غیر فقیہ کی حدیث، قیاس کے مقابلہ میں متروک ہوتی ہے بلکہ اسلئے ہے کہ حدیثِ مصرات اجماع کے خلاف ہے کیونکہ اجماع اس بات پر منعقد ہے کہ کسی چیز کو فوت کرنے سے مثل واجب ہوگا یا قیمت بہرحال حدیثِ مصرات مخالفتِ اجماع کی وجہ سے متروک ہے نہ کہ فقہِ راوی کے معدوم ہونے کی وجہ سے۔

وَإِنْ كَانَ الرَّاوِيْ مَجْهُوْلًا لَا يُعْرَفُ إِلَّا بِحَدِيْثٍ رَوَاهُ أَوْ بِحَدِيْثَيْنِ مِثْلُ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ وَسَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ فَإِنْ رَوَى عَنْهُ السَّلَفُ وَشَهِدُوْا بِصِحَّتِهِ أَوْ سَكَتُوْا عَنِ الطَّعْنِ صَارَ حَدِيْثُهُ مِثْلَ حَدِيْثِ الْمَعْرُوْفِ وَإِنْ اُخْتُلِفَ فِيْهِ مَعَ نَقْلِ الثِّقَاتِ عَنْهُ فَكَذٰلِكَ عِنْدَنَا وَإِنْ لَمْ يَظْهَرْ مِنَ السَّلَفِ إِلَّا الرَّدُّ لَمْ يُقْبَلْ حَدِيْثُهُ وَصَارَ مُسْتَنْكَرًا وَإِنْ كَانَ لَمْ يَظْهَرْ حَدِيْثُهُ فِي السَّلَفِ وَلَمْ يُقَابَلْ بِرَدٍّ وَلَا قَبُوْلٍ لَمْ يَجِبِ الْعَمَلُ بِهِ لٰكِنَّ الْعَمَلَ بِهِ جَائِزٌ لِأَنَّ الْعَدَالَةَ أَصْلٌ فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ حَتّٰى أَنَّ رِوَايَةَ مِثْلِ هٰذَا الْمَجْهُوْلِ فِيْ زَمَانِنَا لَا يَحِلُّ الْعَمَلُ بِهٖ لِظُهُوْرِ الْفِسْقِ۔

ترجمہ:۔ اور اگر راوی مجہول ہو نہیں جانا جاتا ہے مگر ایک حدیث کے ساتھ جس کو اس نے روایت کیا ہے یا دو حدیثوں کے ساتھ جیسے وابصہ بن معبد اور سلمہ بن محبق پس اگر سلف نے اس سے روایت کی اور اس کی صحت کی شہادت دی یا طعن کرنے سے سکوت کیا تو اس کی حدیث معروف کی حدیث کی طرح ہوگی اور اگر اس سے ثقات کے نقل کرنے کے باوجود اس میں اختلاف کیا گیا تو ہمارے نزدیک ایسا ہی ہے اور اگر سلف سے صرف رد ظاہر ہو تو اسکی حدیث مقبول نہ ہوگی اور وہ منکر ہوگی۔ اور اگر اس کی حدیث، سلف میں ظاہر نہ ہو اور نہ کوئی رد کے لئے سامنے آیا ہو نہ قبول کے ساتھ تو اس پر عمل کرنا واجب نہ ہوگا لیکن اس پر عمل جائز ہے کیونکہ اس زمانہ میں عدالت اصل ہے حتی کہ ہمارے زمانے میں اس مجہول کے مثل کی روایت پر عمل کرنا حلال نہیں ہے کیونکہ فسق ظاہر ہے۔

تشریح:۔ مصنف رحؒ نے کہا کہ اگر کوئی راوی (صحابی) روایت حدیث اور عدالت میں مجہول ہو اس طور پر کہ وہ صرف ایک حدیث یا دو حدیثوں سے پہچانا جاتا ہے جن کو اس نے روایت کیا ہے جیسے وابصہ بن معبد اور سلمہ بن محبق تو اس کی پانچ قسمیں ہیں۔ پہلی قسم یہ ہے کہ اس مجہول راوی سے سلف یعنی ان حضرات صحابہ نے روایت کی ہو جو عدالت اور فقہ کے ساتھ معروف